سوال

(49)شبینہ شرعاً جائز ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

شبینہ جس کی صورت یہ ہے کہ رمضان المبارک کی ستائیسویں شب کو پورا قرآن پاک نماز تراویح میں ایک حافظ یا تین یا چار شخص تقسیم کرکے صبح صادق سے قبل ختم کردیتے ہیں ازروئے شریعت جائز ہے یا نہیں؟ جواب قرآن وحدیث سے مرحمت فرمائیے بحوالہ کتب کے جواب ہونا چاہئیے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

شبینہ کئی وجہ سے نادرست ناجائز ہے یہ طریقہ آں حضرت ﷺ سے ثابت نہیں اور نہ صحابہ کرام سے نہ تابعین واتباع تابعین سے نہ ائمہ اربعہ سے غرض یہ کہ اس طرح قرآن ختم کرنا قرون ثلاثہ مشہور دلہا بالخیر سے ثابت نہیں ہے اورآں حضرت ﷺ اور صحابہ کرام کے طریقہ کے خلاف ہے اور جو عبادت حضرت ﷺ اور صحابہ کے طریقہ پر نہ ہو وہ نادرست ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی ارشاد الطالبین میں لکھتے ہیں:

خواجہ عالی شان بہاء الدین نفشبندو وامثال شان حکم کردند کہ ہر عبادت کہ موافق سنت است عبارت معینہ تراست برائے ازالہ وزائل نفس وتصفیہ عناصر وصول قرب الہی لہذا بدعت حسنہ مثل بدعت قبیحہ اجتناب می کندہ کہ رسول فرمودہ ﷺ (فارسی)

پورا قرآن تین رات سے کم میں ختم کرنا ممنوع ہے آں حضرت ﷺ فرماتے ہیں لایفقہ من قرأالقرآن فی اقل من ثلاث (ابوداود وترمذي) ہذا نص صریح فیلا یختم القرآن فی اقل من ثلاث (عون المعبود4/268)وشاہدہ عند سعید بن منصور باسناد صحیح من وجہ آخر عن ابن مسعود: اقراوالقرآن فی سبع ولاتفرقوفی اقل من ثلاث (فتح الباری9/95)آں حضرت ﷺ نے پورا قرآن مجید کبھی تین رات سے کم یش ختم نہیں کیا ہے وَلِأَبِي عُبَيدٍ مِنْ طَرِيقِ الطَّيِّبِ بْنِ سَلْمَانَ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَخْتِمُ الْقُرْآنَ فِي أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ وَہذَا اخْتِيَارُ أَحْمَدَ وَأَبِي عُبَيدٍ وَإِسْحَاقَ بْنِ رَاهْوَيهِ وَغَيرِهِمْ (فتح الباری9/96)

(3)شبینہ کرنے والے بالعموم جیساکہ مشاہدہ کیا گیا ہے یہ اہتمام بظاہر نام ونمود کےلئے کرتے ہیں۔ اور ختم کرنے والے حفاظ بھی ظاہر اخلاص فی العبادات سے عاری وخالی ہوتے ہیں کمایظہر من حرکاتہم وسکناتہم وکلماتہم ومسابقتہم بہ ہذاماعندی واللہ أعلم بسرائرہم وبواطنہم

(4)منتظمین شبینہ میں سے کم ایسے ہوتے ہیں جو اس عبادت میں شریک ہوں۔ حافظ کے پیچھے نماز میں صرف دو چار آدمی کھڑے ہوتے ہیں اور یہ بھی آخر تک کئی بیٹھکیں کرتے ہیں۔ باقی سب حاضرین تماشہ دیکھتے رہتے ہیں اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مسجد سے باہر اور اندر بھی لوگ گپ شپ کرتے رہتے ہیں یا صف کے قریب سوجاتے ہیں اور مسجد میں ہوا

چھوڑتے رہتے ہیں پس ایسی عبادت بجائے ثواب کے باعث عتاب نہیں تو اور کیا ہوگی؟

(5) چوں کہ شبینہ قرآن صبح صادق سے اتنے پہلے ختم کرنا ہوتا ہے کہ لوگ سحری کھا کر حقہ پان بھی کر سکیں۔ اس لئے نہایت تیز پڑھنے والے حفاظ تلاش کئے جاتے ہیں اور یہ حفاظ بالعموم قرآن ایسا پڑھتے ہیں کہ سننے والوں کو کچھ پتہ نہیں چلتا کہ یہ کیا پڑھ رہے ہیں!

ہاں آیتوں کے آخری الفاظ یا رکوع میں جانے کے قریب ایک آدھ آیت صاف ضرور پڑھ دیتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ اس طرح قرآن پڑھنا درست ہے حضرت عبداللہ بن مسعود نے جلد اور بہت تیز پڑھنے والے شخص سے بطور انکار فرمایا:

أہذا کہذ الشعر و نثر اکنثر الأقل؟ (ابوداود وغیرہ) حدیث 1396

(6) اللہ تعالی کے نزدیک وہ عبادت مقبول و محبوب اور پسندیدہ ہے جس پر مداومت کی جائے اور باعث ملال و کبیدگی خاطر نہ ہو اور ایک رات میں ختم کرنے والے حفاظ اور ان کے پیچھے دو چار شریک نماز ہونے والے تکان و پریشان کی وجہ سے اس پر ہمیشگی تو در کنار دوسری رات اس کا نام لینے کے لئے بھی تیار نہیں ہوتے بلکہ دن بھر خوب سوتے ہیں اور تکان مٹاتے ہیں۔ اپنے کام کاج کرنے کے لائق نہیں رہ جاتے اس لئے ائمہ کے نزدیک رات بھر عبادت کرنا باعث ملال ہو مکروہ ہے۔

(7) بعض سلف سے ایک رات میں قرآن ختم کرنا منقول ہے لیکن ہمارے لئے حجت آں حضرت ﷺ کا قول و عمل ہے۔ آں حضرت ﷺ کے مخالف قول و عمل ہمارے لئے حجت تو در کنار قابل التفات بھی نہیں ہے و نیز ان کو ایسا کرنے سے رنج و ملال کبیدگی لاحق نہیں ہوتی تھی وہ اس ہمیشگی کرتے تھے اور گھبرا کر چھوڑ نہیں دیتے تھے۔ اس لئے نووی فرماتے ہیں۔ قَالَ النَّوَوِيُّ وَالِاخْتِيَارُ أَنَّ ذَلِكَ يَخْتَلِفُ بِالْأَشْخَاصِ فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْفَهْمِ وَتَدْقِيقِ الْفِكْرِ مَنْ كَانَ لَهُ شُغْلٌ بِالْعِلْمِ أَوْ غَيْرِهِ مِنْ مُهِمَّاتِ الدِّينِ وَمَصَالِحِ الْمُسْلِمِينَ الْعَامَّةِ يُسْتَحَبُّ لَهُ أَنْ يَقْتَصِرَ مِنْهُ مَا أَمْكَنَهُ مِنْ غَيْرِ خُرُوجٍ إِلَى الْمَلَلِ وَلَا يَقْرَؤُهُ (فتح الباری 9/96)

اور اس کی اصل عبارت یوں ہے: قَالَ النَّوَوِيُّ وَالِاخْتِيَارُ أَنَّ ذَلِكَ يَخْتَلِفُ بِالْأَشْخَاصِ فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْفَهْمِ وَتَدْقِيقِ الْفِكْرِ اسْتُحِبَّ لَهُ أَنْ يَقْتَصِرَ عَلَى الْقَدْرِ الَّذِي لَا يَخْتَلُّ بِهِ الْمَقْصُودُ مِنَ التَّدَبُّرِ وَاسْتِخْرَاجِ الْمَعَانِي وَكَذَا مَنْ كَانَ لَهُ شُغْلٌ بِالْعِلْمِ أَوْ غَيْرِهِ مِنْ مُهِمَّاتِ الدِّينِ وَمَصَالِحِ الْمُسْلِمِينَ الْعَامَّةِ يُسْتَحَبُّ لَهُ أَنْ يَقْتَصِرَ مِنْهُ عَلَى الْقَدْرِ الَّذِي لَا يُخِلُّ بِمَا هُوَ فِيهِ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ كَذَلِكَ فَالْأَوْلَى لَهُ الِاسْتِكْثَارُ مَا أَمْكَنَهُ مِنْ غَيْرِ خُرُوجٍ إِلَى الْمَلَلِ وَلَا يَقْرَؤُهُ هَذْرَمَةً (فتح الباری 9/97)

لیکن بہر حال ہم پابند ہیں اسوہ رسول پر چلنے کے اور اسوہ رسول عملا و قولا شبینہ مروجہ کے خلاف ہے۔ مکتوب

ان مخصوص حالات میں 8 رکعت تراویح مسنونہ کی نیت سے اور بقیہ 12 رکعت مطلق نفل کی نیت سے اس طرح ان کے ساتھ باجماعت کل بیس رکعت اور انہیں جیسی وتر پڑھنے میں مضائقہ اور حرج نہیں۔ دعا قنوت وتر میں رکوع سے پہلے جائز اور درست ہے۔ رکعت وتر میں امام کی بیعت میں دو رکعت کے بعد بیٹھنا (قعدہ) متعین ہے۔ اور الگ وتر پڑھنے سے اچھا یہ ہے کہ جماعت کے ساتھ ادا کی جائے۔ واللہ اعلم

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 2۔ کتاب الصیام

صفحہ نمبر 151

محدث فتویٰ